عِنۡدَ ذِکۡرِ الصّٰلِحِیۡنَ تَنۡزِلُ الرَّحۡمَۃُ

باغ رضوان

قصیدہ

در منقبت غوث زماں، قطب دوراں، جنید وقت، شبلی ثانی، ماہر اسرار قرآنی عارف علوم ربانی، حضرت مولینا مولوی حافظ قاری الحاج شاہ محمد وصی اللہ صاحب فتحپوری، ثم الہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ ولازالت شموس فیوضہم بازغۃ

از

جناب مولوی حافظ محمد فاروق جذبی الہ آبادی

باہتمام عبدالمجید اسرار کریمی پریس الہ آباد طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کسیکو کسی سے کوئی دنیوی معمولی سا نفع بھی پہونچ جاتا ہے تو وہ اسکا ساری عمر احسانمند رہتا ہے اور نہ صرف زبان ہی سے بلکہ جوارح اور قلب سے بھی اسکا شکر گذار ہوتا ہے کما قال قائل ؎

افادتکم النعماء منی ثلٰثۃ ٭ یدی ولسانی والضمیر المحجبا

تو پھر جس کو کسی سے دنیاوی نہیں بلکہ دینی اور ایمانی نفع پہونچا ہو وہ اپنے اس محسن کا کسدرجہ ممنون واحسانمند ہوگا؟ اسکا اندازہ کچھ وہی شخص کرسکتا ہے جسکے پیش نظر دین و دنیا کا حقیقی فرق ہو۔ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسانؓ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اس تعبیر کی خشت اوّل تھی اور حضرت امیر خسروؒ کا حضرت نظام الدینؒ اولیا کی تعریف میں اشعار کہنا اور اسی طرح سے ماضی قریب میں حضرت حکیم الامۃ کیلئے حضرت خواجہ صاحب بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں

ہمارے محب مکرم مولوی محمد فاروق صاحب المتخلص بہ جذبی کو بھی اللہ نے اپنے ما فی الضمیر کو نظم میں ادا کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے آپنے عرصہ ہوا دو نظمیں کہی تھیں (جو احباب کی درخواست پر اسوقت شایع کیجارہی ہیں) ایک "وادیٔ ایمن" اور دوسری "باغ رضوان" اول الذکر نظم میں مولوی صاحب موصوف نے اپنے تلاش مرشد اور پھر حصول مقصد کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور اور ثانی الذکر نظم ایک مدحیہ قصیدہ ہے جسکے ذریعہ مولوی صاحب موصوف نے مردہ قلوب میں زندگی پیدا کرنیکی سعی فرمائی ہے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ اسی راستہ سے ہدایت پاجائے کیونکہ اہل اللہ کے تذکرہ سے بھی مقصود دین کی نصرت اور دعوت الی اللہ ہی ہوتی ہے۔ مشائخ کے وصال کے بعد انکی سیر اور سوانح جو لکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی لئے کہ مشائخ طریق کے حالات سے نیک طینت لوگ صحیح راستہ پر لگ جائیں لیکن اسمیں ایک خرابی یہ ہے کہ کسی طالب حق کو اگر کسی بزرگ کی سوانح پڑھکر اس سے عقیدت ہوئی بھی تو اب ان سے ملاقات کی کوئی سبیل نہیں ثانی الذکر قسم کی نظم کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی کو توفیق ہوگئی تو گویا بروقت ہوئی۔ اس شخص کو تلا[ش] ممکن ہے اللہ تعالی ہم سبکو مشائخ کے قدر کی اور ان سے استفاضہ کی توفیق عطا فرمائے۔

سراج احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بہار آئی ہوئے اہلِ چمن محوِ گل افشانی

بہت دلکش ہے مرغانِ چمن کی زمزمہ خوانی

سرِ عرشِ معلیٰ جا کے پہنچا ہے دماغ ان کا

غزلخواں شاداں رقصاں ہیں سب با صد خوش الحانی

یہ کیسا بحرِ فیضِ ابرِ نیساں جوش پر آیا

ہوئی ہے صفحۂ گیتی پہ کیا کیا گوہر افشانی

کھلے غنچے دہانِ گل سے شیریں قہقہے نکلے
صبا ہر چار سو کرنے لگی پھر مشک افشانی
پیام زندگی لائی نسیم صبح گلشن میں
جھکا دی وجد میں ہر شاخِ گل نے اپنی پیشانی
خوشی میں جھومتا ہے ہر شجر بھی مست ہو ہو کر
ہے جاری پتے پتے کی زباں پر حمد ربانی
چمن میں سرو بھی ہے صورتِ کرّوبیاں قائم
زباں کھولی ہے سوسن نے پئے تسبیح سبحانی
حسینان چمن کے دیکھ کر حسن دو بالا کو
بسان نرگس حیراں ہے انساں محو حیرانی

صدائے دلربا حق سرہ دینے لگی قمری
زباں پر بلبل رنگیں نوا کے ہے غزلخوانی
جو روشن شب کو فانوس تھیں شب بیدار تاروں کی
لگا کرنے سحر گہ شاہِ انجم بھی زرافشانی
بھرا تھا موتیوں سے دامنِ سبزہ کو شبنم نے
شعاع مہر سے وہ بن گئے لعل بدخشانی
ہزاروں رنگ کے اب کھل رہے ہیں پھول گلشن میں
گلابی، صندلی، سرخ، ارغوانی، پستئی، دھانی
یہ اس کثرت میں پھولوں کی نمایاں شان وحدت ہے
کہ ہے سب کی زباں پر نغمۂ توحید ربانی

مگر اس دم الہ آباد کا کچھ اور عالم ہے
بنا یہ شہر ان روزوں مثالِ باغ رضوانی
گلی کوچوں میں کس خورشید کی ہے یہ کرن پھوٹی
ہوئی کس آفتاب دین کی تشریف ارزانی
کھلا اب کیا تھی حکمت نامِ روشن باغ رکھنے کی
ضیا پاشی کریگا اس جگہ اک نور یزدانی
شہ والا گہر، شیخ المشائخ، شہ وصی اللہ
شہِ دیں، نائبِ فخر رسل، محبوبِ سبحانی
سراپا صدقِ صدیقی، مجسم شان فاروقی
مثالِ جذب مرتضوی و عکسِ حلم عثمانی

ظہورِ شانِ اصحابِ پیمبر ہر ادا اسکی
مجسم جوشِ خالد، صدقِ بوذر، عزمِ سلمانی
ولیٔ حق، جنیدِ وقت و ابن العربی دوراں
غزالیِ زمانہ، بایزید و شبلیٔ ثانی
محقق اور مدقق، مجتہد اور حافظ و قاری
مجدد اور محدث عالمِ احکامِ ربانی
محیٔ دین و حامیٔ شریعت، قوتِ ملت
دلیل و مشعلِ راہِ طریقت مردِ حقانی
ممیتِ شرک، ماحیِ ضلالت، قامعِ بدعت
مزیلِ رسمِ باطل، دافعِ اوہامِ ظلمانی

مسیحائے زماں، نباضِ فطرت، حاذق و عارف

حکیم نکتہ دان و ماہرِ امراضِ نفسانی

فہیم و عاقل و دانا، ذکی و مصلحِ کامل

بصیر و ذو فراست، واقفِ جذباتِ انسانی

سخی و صاحبِ مہر و وفا، مشفق، کرم گستر

ملاذِ اہلِ حاجت، بحرِ جود و حاتمِ ثانی

صفی و صوفی و عابد، خلیق و عادل و راحم

حلیم و متقی و پرتوِ اخلاقِ ربانی

ہے تاجِ فقر زیبِ فرق، تختِ زہد زیرِ پا

عیاں ہے حالِ درویشی میں شان و آنِ سلطانی

تواضع، صبر و تسلیم و رضا، عبدیت و عفت
توکل، ترک و تجرید و امانت میں ہے لاثانی
نہنگ بحر توحید و عَلَم بردار سنت ہے
ہے اخلاق و عمل کے دشت کا شیر نیستانی
اگر مہر منیر مطلعِ عقل و کیاست ہے
تو ہے بدر البدر و رچرخِ ایقانی و ایمانی
ہے منبع علم و حکمت کا مبلغ دین فطرت کا
منبع علم نبوی، ماہر اسرار قرآنی
نظر غمازِ غواصیِ دریائے محبت ہے
زباں سے علم و عرفاں کی ہے ہر دم گوہر افشانی

خوشا دیدار اس کا موجبِ ذکرِ الٰہی ہے
رُخِ روشن ہے اسکا مظہرِ انوارِ صمدانی

نگاہ کیمیا سے کتنے مردے ہوگئے زندہ
تعالےٰ اللہ، اعجازِ نگاہِ عیسیٰ ثانی

ہے جامِ شرع اک کف میں تو اک میں عشق کا سنداں
وہ باہم کھیلتا ہے جام و سنداں سے بآسانی

مسائل دیں کے بتلاتا ہے احیا و عوارف سے
ادھر کنز و ہدایہ سے ہے دیتا درسِ رُوحانی

غضب کی نکتہ دانی نکتہ سنجی، موشگافی ہے
ارسطو سامنے اس کے ہے اک طفلِ دبستانی

سنا شہرہ جو اسکی آمد آمد کا تو جا سوئے
عدم میں جملہ مشائی و اشراقی و یونانی

ہے شاہی شان و شوکت اسکی اصلاح و سیاست میں
وہ دینِ انبیاء رکھتا ہے اور تدبیر لقمانی

سحابِ فیضِ رحمت بنکے جس دم اہلِ مجلس پر
وہ کرتا ہے پیاپے مشک بیزی گوہر افشانی

ادہر گر اسکی خوشبو سے مشامِ جاں معطر ہو
فروزاں کعبۂ دل میں اُدہر ہو شمع ایمانی

زہے تشخیص اسکی نفس کے امراضِ پنہاں کی
سنوارے گا یہی بگڑی ہوئی تقدیر انسانی

پیے امراض اقوام و ملل بخشے ہیں جو اس نے
ہیں وہ سب کیمیاوی نسخے الہامی لاثانی
چلے کچھ زورِ مکر و زور آگے اس کے ناممکن
منافق کے نہ مخفی رہ سکیں جذباتِ پنہانی
جلال و ہیبت حق اسکے چہرہ سے نمایاں ہے
جمالِ حسن سیرت کی ہے مظہر اسکی پیشانی
ہوا ثابت بہ معنی اسکے دربارِ مقدس میں
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی
فقیروں اور مسکینوں پہ وہ بارانِ رحمت ہے
مگر ہے شر و طغیاں کیلئے تیغِ صفاہانی

عنایت سب پہ ہوتی ہے وہ اپنا ہو کہ بیگانہ
رعایت سب کی ہوتی ہے وہ شہری ہو کہ دہقانی

جہاں پہنچے قدم اسکے ہوئی تعمیر مسجد کی
بلند ہونے لگا پھر کلمۂ توحید ربانی

مدارس سے ہوئی پھر علم و فن کی گرم بازاری
خوانق سے ہوئی حاصل ہر اک فرد کو تابانی

شرف حاصل ہے جنکو اس شہ خوباں کی صحبت کا
لکھوں میں کیا صفت انکی مجھے ہے سخت حیرانی

جماعت ہے یہ قدوسی اتر کر عرش سے آئی
ملائک ہیں یہ سب گویا بظاہر شکل انسانی

بہ فیضِ ہمتِ ساقیٔ عالی طبع ہر صوفی
شرابِ عشقِ مولیٰ سے ہے محوِ راحِ ریحانی
کلاہِ فقر ان کو تاجِ سلطانی سے بڑھکر ہے
نظر میں خاک ہے انکے شکوہ و شانِ سلطانی
ہے اس سے فخر والا وہی جنہیں صلِّ علیٰ حاصل
مہذب، باحیا ہیں جامعِ اوصافِ انسانی
مبیں، قمر الزماں، نور الہدیٰ، ارشاد احمد ہیں
بہ فیضِ حضرتِ والا ہیں یہ چاروں ہی نورانی
گلِ سرسبد ہیں یہ سب گلستانِ سعادت کے
امینِ حسنِ شرافت کی ہے ان چاروں کی پیشانی

یہ چرخِ رشد پر چمکیں گے سب نورِ قمر ہو کر
جبیں سے ہے مبیں اور ظاہر انکی ایسی نورانی

سنا میں نے ہے ذکرِ اولیاء حصنِ حصینِ دیں
رخِ اسلام کی ان ہی کے دم سے ہو درخشانی

پئے مدحت بنا ہوں میں بجوز یوسفِ کنعاں
گنا جاؤں میں مداحوں میں کی ہو منقبت خوانی

مدد حاصل کروں حق کی کمر باندھی ہے نصرت پہ
طمع ہے مجھکو ہوں میں موردِ الطافِ رحمانی

ہے ورنہ شانِ عالی جس کی اپنے فہم سے بالا
کہاں ممکن زباں سے میرے ہے اسکی ثنا خوانی

ہیں گل بسیار جس کے عشق کے گلچینی کیونکر ہو
زباں کو تھام لیتی ہے نگہ کی تنگ دامانی

دعا پر ختم کرتا ہے سخن جذبی کہ اب اس کی
زبان خامہ ہے گنگ اور عاجز ہے سخندانی

کرے روح القدس تائید میری تیغ بن جاؤں
خدایا بھر دے سینے میں مرے جذبات حسانی

الٰہی لاج رکھنا کس کا دامن میں نے پکڑا ہے
بہت گرچہ بڑھی ہے اب مری آلودہ دامانی

توسل ایسا حاصل ہے مجھے پرواہ ہی کیا ہے
اگرچہ زندگی میری سراسر ہے یہ عصیانی

بڑھے یارب مرے خسرو کی عزت دونوں عالم میں
نہ ہو کچھ اسکے بدخواہوں کو حاصل جز پشیمانی

ہو منصور و مظفر اپنے نصب العین میں یارب
مقاصد اور مراد اس کے ہوں ہر دم ہمدم جانی

بہار بے خزاں اسکا رہے اب تا ابد قائم
یہ جب تک مہر و مہ سے گنبد مینا ہے نورانی

چلے تا حشر چھکے تا قیامت اسکی برکت سے
نسیم گلشن عرفاں، شعاع مہر ایمانی

ختم شدہ

پرنٹر عبدالمجید اسرار کریمی پریس الہ آباد